روزنامہ ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

منگل 26 اگست 2003ء، 27 جمادی الثانی 1424 ہجری- 26 ظہور 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 192

کوئی دلیل نہیں مانگی

حضرت ربیعہ بن اسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا شادی کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ میں نے عرض کیا جو حضور پسند فرمائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا انصار کے فلاں قبیلہ میں چلے جاؤ اور کہو کہ رسول اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم میری شادی اس فلاں عورت سے کردو۔ میں نے جا کر یہی پیغام دیا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ کے قاصد کو خوش آمدید۔ وہ اپنا مقصد پورا کئے بغیر یہاں سے نہیں جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے میری شادی کی بہت شفقت کا سلوک کیا اور کوئی دلیل نہیں مانگی۔ (مسند احمد جلد4ص58حدیث نمبر16627)

اطاعت نظام اور اطاعت امیر کے موضوع پر لطیف اور پر معارف خطبہ جمعہ

اللہ کی رسی کو پکڑنے اور نظام سے وابستہ رہنے میں ہی آپ کی بقا ہے

شرکاء جلسہ سالانہ جرمنی ثابت کریں کہ محض للہ یہ تین دن گزارنے کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 22۔اگست 2003ء بمقام من ہائیم جرمنی کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22۔اگست 2003ء کو جلسہ گاہ من ہائیم جرمنی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ بیت الفضل لندن کے باہر یہ حضور انور کا پہلا خطبہ جمعہ تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ میں قرآن، حدیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود کے حوالے سے اطاعتِ نظام اور اطاعت امیر کی پرمعارف تشریح فرمائی اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ آخر میں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی کے شرکاء کو فرمایا کہ ثابت کریں کہ آپ یہ تین دن محض للہ گزارنے کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ خطبہ سے قبل مارکی میں تشریف لانے سے پہلے حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔ حضور انور کا یہ خطبہ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا اور متعدد زبانوں میں رواں ترجمہ بھی ٹیلی کاسٹ ہوا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بھی نظام کی کامیابی اور ترقی کا انحصار اس نظام سے وابستہ لوگوں کا قواعد کی پابندی کرنے پر ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں قانون کی پابندی کی شرح بہت زیادہ ہے۔ اگر دنیاوی نظام میں قانون کی پابندی کی اتنی ضرورت ہے تو روحانی نظام جو خدا کی طرف سے اترا ہوتا ہے اس میں اور بھی زیادہ پابندی اور عمل کی ضرورت ہے کیونکہ یہ خدا اور اس کے رسولوں کے ذریعہ ہم تک پہنچتا ہے۔ احمدیوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہمیں مسیح موعود کو ماننے کی توفیق ملی اور اس میں ایک نظام خلافت کا ہے وہ قائم ہے اور مضبوط کڑا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں ہے ہاں اگر آپ کے ہاتھ ڈھیلے ہوئے تو آپ کے ہاتھوں سے یہ کڑا نکلنے کا خطرہ ہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اس نظام سے مضبوطی سے چمٹے رہیں اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامل فرمانبرداری کے ساتھ دین میں داخل ہوں اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی اطاعت کرو۔ اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو خواہ تم پر ایک حبشی غلام جس کا سر منقہ کے برابر ہو وہ امیر مقرر کیا جائے۔ دوسری جگہ آپؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اور جس شخص نے امام الزمان کی اطاعت نہ کی گویا وہ جاہلیت کی موت مرگیا۔ اور تنگ دستی اور خوشحالی ہر حالت میں اپنے حاکم کی اطاعت کرنی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اطاعت نظام کے ذریعہ ہی وحدت پیدا ہوتی ہے اور یہ خیال نکال دیں کہ اوپر سے نیچے تک سارا نظام غلط فیصلے کرتا ہے۔ اگر کوئی شکایت ہے تو حکام بالا تک پہنچائیں لیکن فتنہ ڈالنے اور حکم عدولی کا حق کسی کو نہیں ہے۔ آپ میں سے جو لوگ نظام کو چھوڑ کر عدالتوں میں جاتے ہیں اور پھر نظام میں فیصلہ کیلئے آئیں گے ان کے فیصلے نظام میں نہیں کئے جائیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اس میں ہے کہ نظام جماعت اور عہدیداران کی اطاعت کرو۔ اگر کوئی فیصلہ غلط ہوا ہے تو آپ کو صبر کا اجر ملے گا۔

شرکاء جلسہ جرمنی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جلسہ محفلیں جمانے کے لئے نہیں ہے بلکہ اصلاح نفس کا موقع ہے۔ جلسہ کی پوری کارروائی سنیں۔ انتظامیہ سے تعاون کریں اور ان کے کہنے کا برا نہ منائیں بلکہ اطاعت کریں۔ عورتیں بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ جلسہ سننے آئی ہیں محفلیں سجانے کیلئے نہیں آئیں۔ ان تین دنوں میں ثابت کردیں کہ آپ محض للہ وقت گزارنے کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود کی شرکاء جلسہ کیلئے کی جانے والی دعاؤں کا وارث بنائے۔ ہمیں اپنا عبادت گزار بندہ بنائے اور اپنی رحمتوں اور فضلوں کی بارش ہم پر تانے رکھے۔ آمین

28واں جلسہ سالانہ جرمنی 2003ء

جماعت احمدیہ جرمنی کا 28واں جلسہ سالانہ مورخہ 22، 23 اور 24 راگست 2003ء بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار من ہائیم جرمنی میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی خاص بات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شرکت اور خطابات تھے۔ یہ جلسہ اس لحاظ سے بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ خلافت خامسہ کے دور کا جرمنی میں پہلا جلسہ سالانہ ہے اور حضور انور کا پہلا غیر ملکی دورہ ہے۔ جلسہ کی کارروائی ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر کی گئی۔

جلسہ سالانہ کے پہلے روز حضور انور نے خطبہ جمعہ سے قبل لوائے احمدیت لہرایا اور پھر اطاعت نظام واطاعت امیر کے بارہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جلسہ کے دوسرے روز جرمنی کے واقفین نو بچوں نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا اور پھر حضور نے مستورات سے احمدی عورت کا مقام اور اس کے فرائض کے بارہ میں خطاب فرمایا۔ جلسہ سالانہ کے تیسرے روز حضور انور نے اختتامی خطاب میں شرائط بیعت کے موضوع کو جاری رکھا جس کا پہلا حصہ جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء کے موقع پر پیش فرمایا تھا۔

جلسہ سالانہ جرمنی میں کل اکتیس ہزار ایک سو تریسٹھ (31,163) افراد نے شرکت کی۔ ملٹی نیشن جلسہ میں شرکاء کی تعداد ایک ہزار چونتیس تھی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی برکات سے ہم سب کو متمتع کرے۔ آمین

خود کما کر کھاؤ

حضرت مصلح موعود نے فرمایا:۔

ماں باپ سنگدل ہو کر اپنے بیکار لڑکوں کو کہہ دیں کہ ہم نے تمہیں پالا پوسا ہے۔ اب تم جوان ہو۔ جاؤ اور خود کما کر کھاؤ۔ بیشک یہ سنگدلی ہے مگر اس پیار اور محبت سے ہزار درجہ بہتر ہے جو بیکاری میں مبتلا رکھتی ہے۔ (خطبہ جمعہ 29 نومبر 1935ء)

(مرسلہ: نظارت امور عامہ)

خطبہ جمعہ

خدا کی محبت کی گرمی نماز کی اصل ہے۔اس کے بغیر جو نماز ہے وہ خالی اور بے معنی ہے

حقیقی نماز وہی کہلاتی ہے جو ہمیشہ کے لئے قائم ہو چکی ہو

جو نماز ایک دفعہ کھڑی ہوئی اور پھر گر گئی قرآنی اصطلاح میں اس کو نماز نہیں کہا جاتا

نمازوں کے ذریعہ اس حد تک مجاہدہ کرتے چلے جاؤ کہ وہ جو سنتا ہے تم سے بولنے لگ جائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے خطبہ جمعہ فرمودہ 6/دسمبر 1985ء بمقام بیت الفضل لندن کا متن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضور نے فرمایا!

پچھلے چند خطبے اقام الصلوٰۃ کی طرف توجہ دلانے کے لئے وقف کئے گئے تھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا سے جو اطلاعیں مل رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان خطبات کا بہت نیک اثر ہوا ہے۔عہدہ داران جماعت کی طرف سے بھی یہی اطلاعیں ملی ہیں اور انفرادی طور پر بھی احباب جماعت نے اپنے خطوط میں لکھا ہے کہ بکثرت ایسے نوجوان جو نمازوں میں ست تھے خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑے انہماک اور توجہ سے نماز ادا کرنے لگ گئے ہیں اور وہ نوجوان جو نماز نہیں پڑھتے تھے وہ پڑھنے لگ گئے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تربیت کا مسئلہ اتنا آسان نہیں جتنا بعض لوگ اسے سمجھ لیتے ہیں۔باوجود اس کے کہ بار بار کوشش کی جاتی ہے کہ افراد جماعت نیکیوں کی بجا آوری میں ست نہ ہونے پائیں بالعموم دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ اگر کوشش میں ذرا سی بھی کمی واقع ہو جائے یا وہ محرکات قائم نہ رہیں جن کے نتیجہ میں نیکیوں کی طرف میلان ظاہر ہوا تھا تو انسانی فطرت میں یہ کمزوری ہے کہ اس کا نیکیوں کی طرف میلان اسی قدر کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔چنانچہ رمضان شریف عبادت میں شغف کو جو بلندی عطا کرتا ہے اگر انسانی طبیعت میں اسے قائم رکھنے کا خاصہ ہوتا، یہ طاقت ہوتی کہ اس سے چمٹ کے بیٹھ جائے تو ناممکن تھا کہ رمضان شریف کے بعد دوسرے یا تیسرے مہینے.......وہ حال ہو جاتا جو بالعموم نظر آتا اور دل کو تکلیف دیتا ہے۔کہاں رمضان کی رونقیں اور کہاں رمضان کے بعد.........کی حالت۔حالانکہ جس خدا سے تعلق کے اظہار کے طور پر مومن (۔) میں جاتا ہے وہ خدا تو اسی طرح اس کا منتظر رہتا ہے اس میں تو کوئی زوال نہیں وہ رمضان کے بعد بھی اسی طرح مومن کی محبت کا طالب ہوتا ہے جس طرح ایک محبوب اپنے پیارے کی محبت کا طالب ہوتا ہے۔کبھی محبت میں انتہا کر دینا اور کبھی اتنا پیچھے ہٹ جانا کہ گویا واسطہ ہی کوئی نہیں تھا واقفیت ہی کوئی نہیں تھی۔یہ چلن تو عاشقی کا چلن نہیں ہے۔پس جہاں مومن کو سمجھانے کی ضرورت ہے وہاں اسے خود یہ سمجھنے کی بھی ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرتے وقت استقلال اور صبر سے کام لینا چاہئے، وقتی نیکیاں تو کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔نیکیوں میں فی ذاتہٖ دوام کا معنی پایا جاتا ہے۔قرآن کریم الصالحات کے ساتھ الباقیات کا ذکر فرماتا ہے۔الباقیات الصّٰلحٰت صالحات اور باقیات کے درمیان ایک بندھن ہے اور وہ بندھن یہ ہے کہ باقی رہنے والی چیز ہی اصل میں صالح ہے یا صالح چیز ہی وہ ہے جو باقی رہا کرتی ہے۔دوسری سب چیزیں مٹ جایا کرتی ہیں۔تو نیکیوں میں بھی اگر بقاء پیدا نہ ہو ان میں اگر دوام نہ آئے تو وہ کوئی مستقل نتیجہ پیدا نہیں کیا کرتیں۔اس لئے جب ہم سوسائٹی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے نزدیک وہی نیکیاں نیکیاں ہیں جو قومی قوت کا موجب بنتی ہیں جن میں دوام آ گیا ہے جو ہمیشہ کے لئے اپنی ذات میں قائم ہو گئی ہیں نماز کے ساتھ قیام کا لفظ اسی لئے بار بار بولا گیا اور بار بار استعمال ہوا ہے کہ وہی نماز اپنے اصلی معنوں کی رو سے نماز کہلاتی ہے جو قائم ہو چکی ہو۔جو نماز قائم نہ ہوئی ہو، آئی اور گزر گئی، کھڑی ہوئی اور پھر گر گئی، قرآن کریم کی اصطلاح میں اس کو نماز نہیں کہا جاتا۔

پس یہ خوشی کی بات تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بکثرت جماعت کی توجہ نمازوں کی طرف مبذول ہوئی ہے، جو پہلے کم پڑھتے تھے وہ زیادہ پڑھنے لگے۔جو نہیں پڑھتے تھے وہ پڑھنے لگ گئے اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی ذات میں یہ ایک خوشکن خبر ہے لیکن اس کے پس منظر میں کچھ تکلیف دہ چیزیں بھی نظر آ رہی ہیں۔سوچنے والی بات یہ ہے کہ جو پہلے نماز پڑھتے تھے انہوں نے چھوڑی کیوں تھی، جو پہلے زیادہ پڑھا کرتے تھے انہوں نے نمازوں میں کمی کیوں کی تھی۔اور اگر ایک دفعہ ایسا ہوا ہے تو کل کیوں نہیں ہوگا؟ اس کی فکر کرنی چاہئے۔یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے اور مذکر کو خود یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب تک مستقلاً خود میں نصیحت پہ دوام اختیار نہیں کروں گا اس قسم کے دردناک واقعات ہوتے ہی رہیں گے، اور یہ کہ میرا کام نہ صرف پیغام پہنچانا ہے بلکہ اس پیغام کو زندہ رکھنا اور مسلسل یاددلاتے چلے جانا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے (۔) (الغاشیہ :22) نصیحت کر اور نصیحت کرتا چلا جا (۔) تو ہے ہی نصیحت کرنے والا۔تیری دائمی صفت ہی یہ ہے کہ تو نصیحت کرتا ہے اور نصیحت کرتا چلا جاتا ہے۔پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکر ہونا بتاتا ہے کہ نصیحت وہی ہے جو دوام پکڑتی ہے۔نہ صرف یہ کہ نیکیوں کو دوام ہونا چاہئے بلکہ نیکیاں قائم کرنے والوں کو بھی نیکیوں کی تلقین میں مداومت اختیار کرنی چاہئے کیونکہ جو نیکیاں قائم کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی نصیحت کو بھی دوام بخشتے ہیں وہ تھکتے نہیں اور بار بار کہتے چلے جاتے ہیں۔پس میں تنظیموں کو توجہ دلاتا ہوں اور انفرادی طور پر ان دوستوں کو بھی متوجہ کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ کے فضل

پبلشر آغا سیف اللہ پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

سے خودنمازوں پر قائم ودائم ہو چکے ہیں اور اپنی نمازوں کے محافظ بن چکے ہیں کہ وہ دوسروں کی نمازوں کو بھی قائم کریں ان کو حفاظت کے معیار تک پہنچائیں اور دوام بخشیں۔ اور جب تک یہ نہیں ہوتا وہ نہ تھکیں نہ ماندہ ہوں، ہرگز پیچھے نہ ہٹیں، پوری مستقل مزاجی کے ساتھ محنت سے کام کریں اور کرتے چلے جائیں جب نمازیں خود اپنی ذات میں قائم ہو جائیں گی، جب قرآنی اصطلاح کے مطابق ان میں دوام کی کیفیت پیدا ہو جائے گی اور ان کی خاطر خواہ حفاظت کی مستقل صورت نکل آئے گی اس وقت وہ اطمینان کا سانس لے سکتے ہیں کہ خداتعالیٰ کے فضل سے ان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

دوسرا پہلو اس بات کا یہ ہے کہ جب بھوکے آدمی کے کان میں یہ آواز پڑتی ہے کہ برتن لگ گئے ہیں تو خوشی تو ہوتی ہے مگر اس سے بہتر آواز یہ ہے کہ کھانا لگ گیا ہے۔ برتن لگنا بھی اچھی بات ہے کیونکہ اس سے کھانے کے قرب کی خوشبو آنے لگتی ہے لیکن جب کھانا لگنے کا اعلان ہو جائے تو ایک بھوکے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی آواز نہیں ہوتی۔ جب یہ اطلاع ملتی ہے کہ نمازیوں سے (۔) بھر گئیں تو یہ اطلاع ایسی ہی ہے جیسے کہا جائے کہ برتن لگ گئے۔ جب تک نمازیں خدا کے پیار سے اور اس کی محبت سے اور اس کے عرفان سے اور اس کی حمد اور اس کی ثناء سے بھر نہیں جاتیں اس وقت تک (۔) بھرنے کی اطلاع دینے والی آواز بہرحال اس نوعیت کی آواز نہیں ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ کھانا لگ گیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اکثر نمازی اپنی بدقسمتی سے اپنی نمازوں کے لحاظ سے خالی برتن لئے پھر رہے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض وہ نمازی بھی جو باقاعدہ نماز پڑھنے والے ہیں اور نماز میں ایک بھی ناغہ نہیں کرتے بدقسمتی سے ان کی بھی اکثر نمازیں خالی برتنوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ان وجوہات کو سمجھنا چاہئے اور ان کی طرف توجہ دینی چاہئے کیونکہ یہ بھی نماز کی حفاظت کا ایک حصہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خالی نماز ایک بے حفاظت چیز ہے یہ وہ فائدے نہیں پہنچا سکتی جو ایک بھری ہوئی نماز پہنچاتی ہے۔ اس سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے جو ایک بھری ہوئی نماز سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

بھری ہوئی نماز سے کیا مراد ہے؟ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نماز بھرنی چاہئے اور پھر ان مطالب سے نماز کو بھرنا چاہئے جو نماز کے الفاظ میں موجود ہیں۔ جب ہم الفاظ ادا کرتے ہیں تو چونکہ بہت سے لوگ نماز کے مطلب سے ہی بے خبر ہوتے ہیں یعنی نماز میں پڑھے جانے والے الفاظ کے معنے سے بے بہرہ ہوتے ہیں اس لئے وہ بیچارے زبان سے الفاظ تو ادا کر دیتے ہیں لیکن انہیں پتہ نہیں لگتا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی اس مضمون کو بیان کیا تھا، اس کی میں تکرار نہیں کرنا چاہتا البتہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ باجماعت نماز کے بعد نماز کے معانی سکھانے اور مطالب سکھانے کا انتظام ہونا چاہئے۔ معنی سے میری مراد یہ ہے کہ سادہ معنی، اور مطالب سے میری مراد یہ ہے کہ معنوں کے اندر جو گہرے مضمون پائے جاتے ہیں ان سے آگاہ کیا جائے۔ یہ کام بچپن سے ہی شروع کرنا چاہئے۔ اگر آپ بچپن میں ہی نماز معنے کے ساتھ اور مطالب کے ساتھ ازبر کروا دیں تو بچے کا ذہن اتنا گہرا اثر اور نقش قبول کرتا ہے کہ پھر وہ مٹ ہی نہیں سکتا۔ اس کے نتیجہ میں بچہ کے لئے ایک ترقی کا رستہ کھل جاتا ہے۔ اس رستے پر چلنا یا نہ چلنا اس کا کام ہے، مگر رستہ بہرحال اسے میسر آ جاتا ہے بڑے آدمی پر محنت بھی بہت زیادہ کرنی پڑتی ہے اور جو محنت کی جائے اس کا نتیجہ اتنا اچھا نہیں نکلتا جتنا بچے پر محنت کرنے کا نتیجہ نکلتا ہے۔ لیکن بہت سے ایسے بچے ہیں جو جلد سیکھنے اور اخذ کرنے کی عمر سے گزر چکے ہیں کسی نے ان کو نماز نہیں سکھائی یعنی اس کے معنی نہیں بتائے، اس کے مطالب سے آگاہ نہیں کیا اور اسی حال میں وہ جوانی کے دور میں داخل ہو گئے ہیں۔ بہرحال ان پر جوانی میں محنت کرنی پڑے گی۔ پھر ایسے بوڑھے بھی ملیں گے جو جوانی سے گزر کر بڑھاپے میں داخل ہو گئے ہیں اور نماز کے معانی سے نا آشنا ہیں، ان پر بڑھاپے میں محنت کرنی پڑے گی اور جتنی عمر بڑھتی چلی جائے گی اتنی زیادہ آپ کو محنت کرنی پڑے گی۔ یہ ایک نسل کا کام نہیں ہے، ایک دور کا کام نہیں ہے بلکہ قیامت تک جاری رہنے والا کام ہے۔ خداتعالیٰ نے قیامت تک آنے والی نئی نسلوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر ڈالی ہے۔ اس لئے اسے آج سے ہی شروع کر دیں۔ کل آپ کے بزرگوں نے جو محنت آپ پر کی تھی اس کا پھل آج آپ کھا رہے ہیں۔ کل کے بچوں پر آپ نے محنت کرنی ہے اور آنے والی نسلوں کو آپ نے پھل عطا کرنے ہیں بزرگوں کی محنت کا شکریہ ادا کرنے کا ایک یہ طریق ہے کہ آپ آئندہ ان کے فیض کو جاری کر دیں۔

دوسرا پہلو نمازوں کے بھرنے کے متعلق یہ ہے کہ جب تک نمازوں کا مقصد واضح نہ ہو اور نمازوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم نہ ہو اس وقت تک مطالب معلوم ہونے کے باوجود بھی نماز نہیں بھرے گی۔ بعض دفعہ پھل موٹا بھی ہو جاتا ہے لیکن پکتا نہیں تو جو لذت پکے ہوئے پھل کے کھانے سے حاصل ہوتی ہے وہ کچے پھل پر منہ مارنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کا نتیجہ بالکل برعکس نکلتا ہے۔ بعض پھل پکنے کے بعد نہایت شیریں ہو جاتے ہیں اور اس سے بھر جاتے ہیں۔ اگر وہی پھل کچے کھائے جائیں تو نہ صرف یہ کہ شدید تکلیف پہنچتی ہے بلکہ بعض دفعہ عوارض لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح نمازوں کو صرف مطالب سے آگاہ ہو کر پڑھنا کافی نہیں۔ جب تک ان مطالب میں خداتعالیٰ کی محبت کا رس داخل نہ ہو جائے اس وقت تک ان مطالب میں مزہ نہیں آ سکتا اور نماز کے ساتھ ایک ذاتی لگاؤ پیدا نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود نے وصل الٰہی کو نماز کا مقصد قرار دیا ہے آپ فرماتے ہیں۔ ’’یہ تو ایک سواری ہے جس پر بیٹھ کر انسان کسی محبوب کی طرف جاتا ہے اور ہر دفعہ ہر سفر کا مقصد ملاقات ہے‘‘ پس اگر آپ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں تو نماز کی سواری پر سوار ہو کے آپ پانچ دفعہ خداتعالیٰ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوتے ہیں، اگر چھ نمازیں پڑھتے ہیں تو چھ دفعہ روانہ ہوتے ہیں اور اگر اس کے علاوہ بھی نوافل پڑھ لیتے ہیں تو اتنی ہی بار آپ خدا کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مضمون کو ’’احسان‘‘ کی تفسیر کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ فرمایا احسان کیا ہے؟ اس طرح نماز پڑھنا کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ وصل کی تعریف یہ ہے کہ تم نہ صرف یہ کہ خدا کے حضور حاضر ہو بلکہ اسے دیکھ رہے رہو۔ اگر اس مقام تک پہنچنے کی اس حد تک توفیق نہیں ملتی تو کم از کم اتنا احساس تو ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے ایسی نمازیں اصل میں وہ نمازیں ہیں جو شیریں اور پرلذت مضمون کے ساتھ بھر جاتی ہیں کیونکہ جس ہستی کو آپ مخاطب کر رہے ہیں اور اس کی ثناء اور اس کی تسبیح کر رہے ہیں اس کی حمد کے گیت گا رہے ہیں اگر وہ سامنے موجود ہو اور آپ کو احساس ہو کہ وہ سن رہا ہے پھر آپ کی تعریف اور حمد و ثناء میں ایک خاص لذت پیدا ہو جائے گی، اور اگر اس کی حاضری کا احساس نہ ہو یا یہ بھی احساس نہ ہو کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے تو یہ ساری چیزیں بے معنی ہو جائیں گی۔ وہی الفاظ آپ زندگی میں کروڑوں دفعہ بھی دہرائیں تو ان کے کوئی معنی نہیں ہوں گے یعنی مطلب سمجھنے کے باوجود بھی وہ نتیجہ خیز نہیں ہوں گے۔ اس لئے حضرت اقدس مسیح موعود اس کی طرف بار بار توجہ دلاتے ہیں اور اگر وصال نصیب نہ ہو تو اس کے لئے دوا بھی دیتے ہیں۔ وصال کیسے نصیب ہوتا ہے؟ وصال سے محرومی کا علاج کیا ہے؟ فرماتے ہیں ’’جب تک خدا کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک وہ خود وصال عطا نہ کرے کوئی وصال کو حاصل نہیں کر سکتا۔‘‘ پس ان معنوں کی رو سے احسان کا ایک اور معنی بھی سمجھ آ گیا اور یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ کیوں اسے احسان کہا گیا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لقاء کا نام احسان بیان فرمایا ہے۔ **ایک عارفانہ نکتہ حضرت مسیح موعود سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ لقاء کا نام اس لئے احسان بیان فرمایا کہ خدا کے احسان کے بغیر وصال نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے اللہ کا احسان کہ جب بندے پر ہو جائے تو اس کو نمازوں میں خدا نظر آنے لگ جاتا ہے** ایک اور طریق سے حضرت مسیح موعود اس مضمون کو بیان فرماتے ہیں **کہ نمازوں کو وہاں تک آگے بڑھاؤ، وہاں تک نمازوں کے**

ذریعہ مجاہدہ کرتے چلے جاؤ کہ وہ جو سنتا ہے وہ بولنے لگ جائے۔ یعنی خدا اور بندے کے تعلق میں نمازوں کے ذریعہ پہلے تو مناجات کی شکل میں یکطرفہ تعلق قائم ہوتا ہے اور جب وہ تعلق بڑھتا چلا جاتا ہے اور انسان اس کے حضور یکطرفہ گزارشات کرتا چلا جاتا ہے تو (حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ) پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ وہ جو سنتا ہے وہ بولتا بھی ہے یعنی پھر وہ جواب بھی دیتا ہے اور اس طرح لقاء کا مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔ وہ سامنے آ کھڑا ہوتا ہے لیکن پہلے تمہیں احساس کرنا پڑے گا کہ گویا وہ سامنے ہے، پھر جب تم اس کی صفات کے گیت گاؤ گے تو یوں محسوس ہوگا جیسے واقعتاً وہ کھڑا ہے اور تمہیں دیکھ رہا ہے اور بعد ازاں وہی وجود بولنے لگ جائے گا اور اپنے کلام سے اپنے وجود کا ثبوت دے گا۔

یہ سب کچھ کیسے حاصل ہو سکتا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ ''جب تک خدا کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا اور جب تک وہ خود وصال عطا نہ کرے کوئی وصال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ طرح طرح کے اور قسما قسم کے زنجیر انسان کی گردن میں پڑے ہوئے ہیں'' اب آپ اس سے اندازہ کریں کہ نماز کو قائم کرنا درحقیقت کتنی محنت کا کام ہے اور ہونا بھی چاہئے دنیا کے ادنیٰ سے ادنیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے انسان کو محنت کرنا پڑتی ہے بغیر محنت اور کوشش کے وہ حاصل نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ تصور کر لینا کہ وضو کیا اور نماز میں کھڑے ہو گئے اور آپ نے اپنی پوری کوشش تمام کر دی اور جو حق تھا ادا کر دیا درست نہیں ہے۔ محنت اور کوشش پوری نہ ہونے کی وجہ سے جب نتیجہ نہیں نکلتا تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ڈالی جاتی ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ کہتے ہیں ہم تو نماز ادا کرتے چلے گئے تھے خدا نے آگے سے جواب ہی نہیں دیا۔ ہم تو گئے تھے لیکن ہمارے دل میں کوئی نیکی پیدا نہیں ہوئی کوئی لذت محسوس نہیں ہوئی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ایک دوڑ کے مقابلے کے لئے ساری دنیا میں لکھوکھہا انسان دن رات مشقیں کرتے ہیں کہ وہ عالمی چمپئن بنیں اور سوگز دوڑ میں آگے آ جائیں۔ جو دوڑ کا مقابلہ دیکھنے والے ہیں ان کو تو یہی نظر آتا ہے کہ وہ دوڑ پڑا ہے اور بڑا اچھا دوڑ رہا ہے اور وہی اول آئے گا لیکن جو دوڑ میں شامل ہوتے ہیں ان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے کتنی لمبی محنت کی ضرورت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان محنتوں کے بعد بسا اوقات انسان اپنے ضلع کا اول کھلاڑی بھی بن جائے تو اسے بھی غنیمت سمجھا جاتا ہے بعض ممالک کے کھلاڑی کئی سالوں کی محنت کے بعد بھی اس مقام پر نہیں پہنچتے کہ وہ اپنے ملک کی ٹیم میں شامل ہونے کے اہل قرار دیئے جائیں اور پھر وہ جو اہل قرار دیئے جاتے ہیں وہ عالمی چمپئن شپ میں داخل ہونا تو درکنار ایسے مقابلے میں ہی رہ جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کو عالمی چمپئن شپ کے مقابلہ میں داخلے کی اجازت مل سکے۔ تو دیکھنا اور بات ہے اور یہ علم حاصل ہونا اور بات ہے کہ فلاں آدمی فسٹ آ گیا، فلاں اول آیا، بڑا اچھا دوڑا تھا۔ اور جدوجہد کر کے اس مقصد کو حاصل کرنا یہ بالکل ایک الگ بات ہے۔ پھر نمازوں کو کیوں اتنا آسان سمجھا گیا ہے کہ اس میں کوئی محنت کی ضرورت نہیں جبکہ مقصد کائنات کا بلند ترین مقصد ہے اور وہ ہے لقاء باری تعالیٰ کا حصول یعنی اللہ تعالیٰ مل جائے اور اس کی لقاء حاصل ہو جائے۔ اس مقصد کی اہمیت لوگوں کی نگاہ میں اتنی ہی ہے کہ وضو کیا نماز میں کھڑے ہو گئے اور خدا مل گیا اور بات ختم ہو گئی۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے جو نظام قدرت جاری کیا ہے یہ اس کے بالکل برخلاف ہے۔ جتنا بڑا مقصد ہو اتنی بڑی محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے (۔) (الانشقاق: 7) وہ انسان جو خدا کی طرف محنت کر رہا ہے اور بڑی شدید محنت کر رہا ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) چونکہ تو بے انتہا محنت کر رہا ہے اس لئے ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں کہ بالآخر تو اپنے خدا کو پا لے گا، اس کی ملاقات کر لے گا۔ پس جو نماز ادا کرتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ نماز کے مطلب اور مقصد کو سمجھیں اور اس کے مطابق محنت بھی کریں۔ یہ نہ سمجھیں کہ چند نمازوں سے یا محض .... جا کر صف میں کھڑے ہو جانے سے مطلوب حاصل ہو جائے گا۔ کچھ نہ کچھ فائدہ تو ضرور حاصل ہوگا مثلاً یہ محسوس ہونے لگ جائے گا کہ ہم پہلے کی نسبت خدا کے زیادہ قریب ہو رہے ہیں۔ اسی طرح کچھ اور فوائد بھی حاصل ہوں گے اور یہ محسوس ہونے لگ جائے گا کہ ہم نسبتاً بہتر انسان بن رہے ہیں۔ ہمارا ضمیر جاگ رہا ہے، ہمارا نفس لوامہ ہماری پہلے سے زیادہ سختی سے نگرانی کر رہا ہے۔ اللہ کے ذکر کا کہیں کہیں لطف بھی آنے لگ گیا ہے۔ لیکن یہ تو بہت لمبے مقامات ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ان کے حصول کے لئے بہت محنت کرنی پڑے گی، بہت لمبی جدوجہد کرنی پڑے گی۔ ہر منزل پر کچھ نہ کچھ خدا کے قرب کی خوشبوئیں ضرور آئیں گی کچھ نہ کچھ نماز کے لئے فائدے ضرور حاصل ہوں گے لیکن اصل مقصد تک پہنچنے کے لئے بہت بڑی محنت کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں قسما قسم کے زنجیر انسان کی گردن میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ بہت چاہتا ہے کہ یہ دور ہو جاویں مگر وہ دور نہیں ہوتے۔ باوجود انسان کی خواہش کے کہ وہ پاک ہو جاوے، نفس لوامہ کی لغزشیں ہو ہی جاتی ہیں'' حضرت مسیح موعود کا کیسا عظیم کلام ہے آپ کے ایک ایک جملے میں قرآن کریم کی ایسی عظیم الشان تفسیریں ہیں کہ انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے ''نفس لوامہ کی لغزشیں ہو ہی جاتی ہیں'' مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان پر جو نفس لوامہ کو نگران مقرر کر رکھا ہے کہ جب کوئی برا خیال آئے۔ جب کوئی بدی کا ارادہ کرے تو وہ توجہ دلائے وارننگ دے اور وہ ہمیشہ دیتا ہے لیکن ان لوگوں میں بھی جو نہیں چاہتے کہ بدی میں مبتلا ہوں بعض موقع پر نفس لوامہ لغزش کھا جاتا ہے۔ اس کی آواز کمزور ہو جاتی ہے یا خواہش کے تلے دب جاتی ہے اور فرمایا یہ نفس لوامہ کی لغزشیں پھر بھی ساتھ لگی رہتی ہیں۔ پس گناہوں سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اس کے سوا کوئی طاقت نہیں جو زور کے ساتھ تمہیں پاک کر دے۔ پس پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ نے نماز رکھی ہے۔

حضرت مسیح موعود نے واضح فرمایا ہے کہ نماز ایک دعا ہے جس میں درد سوزش اور حرقت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کیا جاتا ہے تاکہ یہ بدخیالات اور برے ارادے دفع ہو جائیں اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جاوے۔ اس مضمون میں حضرت مسیح موعود نے تین ایسی باتیں بیان فرمائی ہیں جن کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ اول نماز کو ایک ایسی دعا قرار دیا جو درد سوزش اور حرقت (یعنی بڑی شدت کے ساتھ گرمی) اپنے اندر رکھتی ہے۔

درحقیقت نماز کے معنی میں ایک سوزش اور جلن کا مضمون پایا جاتا ہے۔ بعض اہل لغت کے نزدیک صلوٰۃ کا لفظ صلی سے نکلا ہے جس کا معنی ہے جلنا اور صلی کہتے ہیں اس نے جلایا یا وہ جلا یا وہ ایسی چیز میں داخل ہو گیا جو جلانے والی ہو قرآن کریم میں آتا ہے یصلی نارا حامیہ جس کا یہی معنی ہے۔ صلی کا لفظ ایک ایسے اقدام کے لئے بولا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو گرمی پہنچے آگ کا سامنا کرنا پڑے۔ یصلی النار الکبری بھی فرمایا کہ وہ بڑی آگ میں داخل ہو رہا ہے یا ہو گیا ہے یا ہو جائے گا۔ سیصلون سعیرا وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل کئے جائیں گے۔ فسوف نصلیہ نارا پھر ہم یقیناً اسے آگ میں داخل کر دیں گے۔

یہ سارا مضمون جس میں لفظ صلی آیا ہے اس کا تعلق آگ سے اور گرمی سے ہے۔ چنانچہ بعض اہل لغت نے یہ کہا ہے کہ نماز کی اصل یہی ہے یعنی لفظ صلوٰۃ کی اصل یہی صلی ہے۔ اگر صلی کا مطلب جہنم میں داخل ہونا ہے تو نماز کا تو یہ مطلب نہیں یہ تو اس کے بالکل برعکس معنی رکھتی ہے پھر اس کے کیا معنی ہیں؟ بعض اہل لغت نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ دراصل صلوٰۃ یا صلی یصلی یہ جو استعمال ہے یہ لفظ صلی سے نکلا ہوا ہے اور یہ باب تفعیل ہے جیسے مرض یمرض تمریضا کہتے ہیں اسی طرح صلی یصلی تصلیتا کہا جاتا ہے باب تفعیل میں یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ جس معنی کے لئے اصل لفظ ہے اس کے برعکس معنی پیدا کر دیا کرتا ہے۔ چنانچہ مرض کا مطلب ہے وہ مریض ہو گیا لیکن جب باب تفعیل میں یہ لفظ بولیں گے تو مرض کہیں گے جس کا مطلب ہے کہ اسے شفاء دے دی اور عرب ان معنوں میں اسے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے مرضہ

کے معنے ہیں کسی نے اسے شفاء دے دی ہے اس کے بالمقابل مرض کا مطلب ہے بیمار ہو گیا۔ اہل لغت کہتے ہیں کہ دراصل صلی کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کی آگ سے بچانے والی چیز۔ صلی کا مطلب ہے آگ میں داخل ہو گیا جبکہ صلی کا مطلب ہے اس نے آگ کو اپنے سے دور کر دیا۔

لیکن حضرت مسیح موعود نے اس کے اور معنی بیان فرمائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ **اس کے مضمون میں آگ ہی داخل ہے لیکن وہ آگ محبت الٰہی کی آگ ہے اور محبت الٰہی کی آگ میں غیر اللہ کو دفع کرنے کا مفہوم شامل ہے یعنی آگ کے مضمون میں آگ کی جو سوزش اور حرقت ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کے پیار کی آگ ہے۔** اس لئے آگ کا مضمون تو ہے لیکن آگیں کئی قسم کی ہوتی ہیں انسان محبت کی آگ میں بھی جلتا ہے، عشق اور پیار سے بھی گرمی محسوس کرتا ہے اور حسد سے بھی گرمی محسوس کرتا ہے۔ ان دونوں آگوں کا نتیجہ بالکل مختلف ہے عشق اور محبت کی آگ میں ایک لذت ہوتی ہے جبکہ حسد کی آگ حاسد کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اول الذکر ایک لذت ہے جبکہ موخر الذکر ایک عذاب ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

پس حضرت مسیح موعود اہل لغت کے مضمون ہی کو نہیں جانتے بلکہ عارف باللہ بھی ہیں اور ایک صاحب تجربہ بزرگ ہیں اس لئے آپ نے جو معنی پیدا کئے ہیں وہ اہل لغت کے معنی سے کہیں زیادہ بالا ہیں اور ارفع و اعلیٰ شان رکھنے والے ہیں۔ آپ یہ مضمون بیان فرماتے ہیں کہ اگر نماز میں خدا کی محبت ایک گرمی پیدا نہ کرے تو نماز ہے ہی نہیں کیونکہ وہ اصل سے خالی ہو گئی وجہ اس کی یہ ہے کہ گرمی ہی تو نماز کی اصل ہے۔ لیکن وہ گرمی خدا کی محبت کی گرمی ہے اس لئے **خدا کی محبت کی گرمی کے بغیر جو نماز ہے وہ خالی اور بے معنی ہے** اس کا لفظ نماز کے ساتھ حقیقت میں کوئی تعلق نہیں۔ فرماتے ہیں صلوٰۃ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دعا صرف زبان سے نہیں بلکہ اس کے ساتھ سوزش اور جلن اور حرقت کا ہونا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ دعا کو قبول نہیں کرتا جب تک انسان حالت دعا میں ایک موت تک نہیں پہنچ جاتا۔ یہ جو مضمون ہے یہ تو بظاہر ڈرانے والا ہے لیکن امر واقع یہ ہے کہ اس میں حضرت مسیح موعود نے آگ کا ایک اور مضمون بیان فرمایا ہے۔ آگ کے دو پہلو ہیں ایک آگ وہ ہے جو عشق الٰہی کی آگ ہے اور وہ سوز و گداز پیدا کرتی ہے اور دوسرے یہی آگ جلانے کے معنی بھی رکھتی ہے یعنی یہ آگ گناہوں اور غیر اللہ کی محبت کو جلا دیتی ہے اور وہ موت وارد کر دیتی ہے جس میں انسان سوائے خدا کے باقی سب کے لئے مر جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود ڈرانے کے لئے یہ الفاظ بیان نہیں فرما رہے بلکہ نہایت ہی گہرے معنوں کی طرف توجہ مبذول کرا رہے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اگر یہ محبت کی آگ زیادہ روشن ہو جائے اس کا زیادہ الاؤ بھڑک اٹھے، اس وقت پھر تمام غیر اللہ پر تمام نفسانی خواہشوں پر موت وارد ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اس آگ میں جل جاتی ہیں۔ یہ مقام بہت بلند اور بہت بعد کا مقام ہے لیکن اس کی جھلکیاں مومن آغاز سے ہی دیکھنے لگ جاتا ہے انتظار کی ضرورت ہی نہیں پڑتی کیونکہ نفس امارہ کا یہ جو کلی طور پر جل جانا ہے یہ یکدفعہ نہیں ہوا کرتا کہ ایک دم کسی چیز کو آگ میں جھونک دیا اور وہ جل کر خاکستر ہو گئی بلکہ جوں جوں آپ قریب جائیں گے وہ گرمی محسوس ہو گی۔ بعض اعضاء پر اس گرمی کا زیادہ اثر پڑے گا اور بعض پر کم پڑے گا، بعض زیادہ جلن محسوس کریں گے اور بعض ذرا ٹھہر کر جلیں گے کیونکہ ان میں مقابلہ کی طاقت زیادہ ہوتی ہے مثلاً بال فوراً جل جاتے ہیں جلد زیادہ برداشت کر لیتی ہے، جلد جل جاتی ہے تو پھر گوشت کی باری آتی پھر ہڈیاں جلتی ہیں اور زیادہ مقابلہ کرتی ہیں اسی طرح انسانی گناہوں کا بدن ہے اس کے بھی مختلف مراحل میں جلنے کے وقت آتے ہیں، مختلف مقامات پر مختلف قسم کے گناہ خاکستر ہوتے ہیں اور یہ ایک لمبا کام ہے اگرچہ ابتدائی نتائج آغاز کار ہی نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ نماز پڑھیں اور انتظار کرنے لگ جائیں کہ پہلے میں مرد کامل بنوں اس کے بعد میرے گناہ یکدم جل جائیں گے۔ اگر آپ کو ہر روز گناہ جلنے کی بو نہیں آتی اگر محسوس نہیں ہوتا کہ بدی کا کچھ حصہ مجھ سے غائب ہو رہا ہے تو پھر وہ نماز گرمی پیدا کرنے والی نماز نہیں۔

مرد کامل بننا اور گناہوں کا جلنا یہ دراصل محبت الٰہی کی آگ کے دو پہلو ہیں۔ ایک طرف محبت الٰہی کی آگ گداز پیدا کر کے نمو پیدا کرتی ہے، ایک نئی روحانی زندگی عطا کرتی ہے، ایک نئی جلا بخشتی ہے۔ دوسری طرف محبت الٰہی کی آگ انسان کے بعض پہلوؤں کے اوپر موت وارد کر دیتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایک عام مقتدی کو کیا کرنا چاہئے؟ کوئی ایسا طریق معلوم ہونا چاہئے کہ جس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ انسان اس اعلیٰ مقصد کی طرف نہ صرف بڑھنے لگے بلکہ محسوس کرنے لگے کہ وہ بڑھ رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خلاصہ اس کا اللہ کی محبت ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے نماز کا انتظار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اگر آپ نماز پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ نماز میں ہی محبت آ جائے گی تو یہ درست نہیں ہے۔ نماز کی طرف جانے سے پہلے محبت کے آثار آپ کے اندر پیدا ہونے چاہئیں تاکہ نماز کی طرف جانے کا بھی لطف آئے، خدا کے لئے پاک ہونے کا بھی لطف آئے اور پھر جب آپ نماز میں داخل ہوں تو ذہن اس کے لئے تیار ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو لذت آ ہی نہیں سکتی۔

اس لئے روزمرہ کی زندگی میں نماز کو اپنے اوپر اس طرح وارد کریں کہ نماز کی تیاری کے لئے خدا تعالیٰ کی محبت میں بار بار غوطے کھانا سیکھیں۔ اور یہ چیز ایسی ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں ہر حالت میں انسان کو نصیب ہو سکتی ہے۔ ایک لمحہ بھی انسانی زندگی کا ایسا نہیں جو خدا کے فضلوں کا مظہر نہ ہو۔ ایک بھی دنیاوی لذت ایسی نہیں ہے جس کا رخ آپ خدا کی طرف نہیں پھیر سکتے۔ آپ کھانا کھاتے ہیں آپ کو لذت آتی ہے۔ ایک عارف باللہ ہو اس کو بھی کھانے کی لذت آئے گی اور دنیا کا کیڑا ہو اس کو بھی لذت آئے گی لیکن عارف باللہ اپنی ہر لذت کو دو لذتوں میں تبدیل کر دیتا ہے جبکہ دنیا کے کیڑے کے لئے ایک ہی لذت رہ جاتی ہے۔ وہ **فی الدنیا حسنۃ** پر راضی ہو کر بیٹھا رہتا ہے اور **فی الاخرۃ حسنۃ** کی طرف اس کا دماغ جاتا ہی نہیں۔ حالانکہ دنیا ہی کی **حسنہ** سے آخرت کی **حسنہ** پیدا ہوا کرتی ہے۔ عارف باللہ کے لئے دو جنتوں کا یہی مفہوم ہے کہ دنیا کی جنت کو وہ روحانی جنت میں تبدیل کرتے رہتے ہیں اور دنیا کے میووں کو وہ روحانی میووں میں تبدیل کرتے رہتے ہیں یہ کام آسان بھی ہے اور لذت بخش بھی ہے وہ بار بار اپنے ذہن کو خدا کی طرف منتقل کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نماز کی تاکید فرماتا ہے **اقم الصلوٰۃ** ( ) چوبیس گھنٹوں کو باندھ دیا۔ یعنی اس طرح شروع کرو اور آخر وقت تک نماز پڑھو گویا بیچ میں کوئی ناغہ ہی نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ ہر حالت جس میں سے انسان گزر رہا ہوتا ہے اس کو عبادت میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اور نماز اپنے معیار کو تبھی پہنچے گی جب نماز سے پہلے نماز کی اس رنگ میں تیاری کی جائے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی تمنا پیدا ہو جائے، اس کی لقاء کا شوق پیدا ہو جائے اور ہر اچھی چیز سے وہ بہتر نظر آنے لگ جائے۔ شروع میں جب یہ آئینہ کثیف ہو گا دھندلا ہو گا تو دھندلی سی جھلک نظر آئے گی لیکن آئے گی ضرور۔ ہر لذت ہر غم ہر خوف خدا کی طرف انگلی اٹھانے لگ جاتا ہے۔ اگر انسان اپنے اللہ کے وجود کو اپنے اوپر طاری کر لے، اگر یہ ارادہ کر لے کہ میں نے غفلت کی حالت میں زندگی نہیں گزارنی بلکہ شعور کے ساتھ زندگی گزارنی ہے، بیداری کے ساتھ زندگی گزارنی ہے تو ہر طرف اس کو خدا ہی خدا نظر آئے گا۔ کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہے گی جہاں وہ خدا کو نہ دیکھے۔ اس کی زندگی حیرت انگیز طور پر ایک نئے زمین و آسمان میں داخل ہو جائے گی اسی زمین و آسمان سے وہ نئی زمین و آسمان پیدا ہوں ۔

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

جہاں آپ لذتیں پائیں گے وہاں بھی خدا نظر آئے گا۔ جہاں لذتوں سے بچیں گے وہاں بھی خدا کو دیکھ کر بچیں گے۔ جہاں خوف سے ہراساں ہوں گے وہاں بھی خدا نظر آئے گا اور

جہاں خوف کو دور کرنے کے لئے اپنے رب کو یاد کریں گے وہاں بھی خدا ہی کی طرف متوجہ ہوں گے۔ پس جب ساری زندگی پر خدا طاری ہونے لگ جائے اور انسان یہ سوچ کر نماز کی طرف قدم بڑھائے کہ روزمرہ کے معمولات میں تو میں دنیا سے بھی الجھا ہوا تھا اور خدا مجھے مل رہا تھا اب میں نماز کی طرف قدم بڑھا کر خالصۃً اللہ کے لئے تبتّل اختیار کر رہا ہوں اور اس کی طرف بڑھ رہا ہوں تو پھر اس نماز کی ہر حرکت میں انسان کے دل کے اندر ایک حرکت پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ وہ جو ایک عام سا سفر ہے وہ ایک روحانیت اختیار کر جائے گا۔ اس میں رفتہ رفتہ پیار اور محبت کے معنی داخل ہونے شروع ہو جائیں گے۔ پھر جب انسان معنوں پر غور کے ساتھ ساتھ توجہ سے نماز پڑھتا ہے تو وہ بعض خاص مقامات پر دو طرح سے غور کر سکتا ہے ایک تو ہے نماز میں ادا کئے جانے والے الفاظ کا عرفان حاصل کرنا مثلاً سورۂ فاتحہ کے شروع میں ہے **الحمدللہ رب العلمین**۔ جہاں تک اس کے عرفان کا تعلق ہے۔ یہ اتنا وسیع مضمون ہے کہ ساری زندگی انسان سورۂ فاتحہ کے مطالب پر غور کرتا چلا جائے تب بھی سورہ فاتحہ ختم نہیں ہوگی۔ اس کی اپنی زندگی ختم ہو جائے گی لیکن سورۃ فاتحہ کے معارف و مطالب کبھی ختم نہ ہوں گے اور پھر اس مسلسل غور و فکر کی وجہ سے بوریت نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ خالی نمازیں پڑھتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ایک چیز بار بار کہہ رہے ہیں بار بار اسی طرح کہتے چلے جا رہے ہیں اس سے انسان بور ہو جاتا ہے، دل اکتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ عجیب بات ہے پہلے بھی ہم پڑھ چکے ہیں اب پھر پڑھتے ہوئے اس میں سے گزریں۔ پھر حکم ہے پانچ دفعہ ہی نہیں بلکہ تہجد کے وقت بھی اٹھو اور پھر وہ کلمے دہراتے چلے جاؤ ہر رکعت میں وہی باتیں کہتے چلے جاؤ کوئی حد تو اس کی ہونی چاہئے جو لوگ اس طرح نماز کو دیکھتے ہیں ان کی نمازیں خالی ہو جاتی ہے لیکن جو معنی اور مطالب پر غور کرنے لگ جاتے ہیں اور ان میں ڈوبنے لگ جاتے ہیں ان کی نمازوں میں ایک جذب پیدا ہو جاتا ہے۔

لیکن عارفانہ جذب ایک اور چیز ہے۔ محبت کے لئے کچھ اور بھی چاہئے اور اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان تدبر اور فکر کرے۔ بعض دفعہ تو محبت تدبر اور فکر کو ہٹاتی ہے۔ وہاں سے اور علیحدگی چاہتی ہے یعنی فکر اور تدبر اور اسی نوع کی دوسری باتیں بھی محبت کی راہ میں حائل ہونے لگتی ہیں یہی مضمون (جو انسانی فطرت کے مطابق ہے) جب نماز پر وارد ہوگا تو پھر آپ کو ایسے راستے دکھائے گا کہ جس کے نتیجہ میں آپ کی نماز میں لذت پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ مطالب والا مضمون اپنی جگہ ہے۔ ایک عارف باللہ کی نماز میں عرفان کے نقطہ نگاہ سے غوطہ خوری کے واقعات آتے چلے جاتے ہیں اور بعض دفعہ وہ ایک ہی لفظ میں ڈوب کر کئی دوسرے جہانوں میں پہنچ جاتا ہے۔ لیکن یہ چیز ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک مشکل مقام ہے، اس کے لئے بہت لمبی محنت درکار ہے، اور بہت گہرا غور اور تدبر درکار ہے لیکن محبت کا مضمون نسبتاً سادہ ہے، نسبتاً آسان ہے اور اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ تکرار کے باوجود اس میں بدمزگی پیدا نہیں ہوتی بلکہ تکرار سے مزہ بڑھنا شروع ہوتا ہے مثلاً جب آپ سورۂ فاتحہ پر غور کریں تو اس کے جو مرکزی دو کلمات ہیں وہ عشق کے مضمون کو ظاہر کرنے والے ہیں۔ (۔) کے عارفانہ حصے سے گزرنے کے بعد جب انسان **ایاک نعبد و ایاک نستعین** پر پہنچتا ہے تو یہ ایک بے اختیار عشق کا اظہار ہے اور کلمہ توحید کی تفسیر ہے۔ **لاالہ الااللہ** کی اس سے اچھی تفسیر ممکن نہیں جو ان دو لفظوں میں بیان کر دی گئی ہے۔ **ایاک نعبدو ایاک نستعین** ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں، اور کسی کی طرف نہیں دیکھتے عبادت کے مضمون میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے عشق کا معنی پایا جاتا ہے یعنی کامل غلامی اختیار کرنا جھک جانا، اپنے وجود کو مٹا دینا، اپنے آپ کو دوسرے کے سپرد کر دینا کہ میں تیرا ہو چکا ہوں اور یہ جو تیرا ہو چکا ہوں کا لفظ ہے یہ ہر انسان اپنی زندگی کے دوران کسی نہ کسی حالت میں کسی دوسرے کے لئے استعمال کرتا ہے اور اس لفظ کو وہ کروڑ دفعہ بھی کہے تب بھی اس کی نیت نہیں بھرتی۔ اپنے محبوب کو ایک آدمی کہتا چلا جائے کہ میں تیرا ہوں، تیرا ہوں، تیرا ہوں، ہزار دفعہ ملے ہزار دفعہ وہ دہرائے تب بھی اس کا دل نہیں بھرے گا۔ اور نہ سننے والے کا جی بھرے گا یہ سن سن کر کہ میں تیرا ہو گیا، میں تیرے سوا کسی کا نہیں رہا۔ خدا نے یہ ایسی لذت اس مضمون میں رکھ دی ہے کہ دنیا کا کوئی انسان یہ کہہ نہیں سکتا کہ اے خدا مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ مضمون کیا ہے۔ وہ حبشی ہو یا انگریز ہو یا جاپانی ہو یا چینی ہو یا تورانی ہو یا کسی اور وطن کا رہنے والا ہو کسی بھی ترقی کے مقام پر ہو عبودیت کا مضمون انفرادی طور پر ہر انسان کو معلوم ہے۔ سپردگی کا مضمون ہر انسان کو معلوم ہے۔ اور جب تک وہ اس منزل تک نہیں پہنچتا اس کو محبت کے معانی آتے ہی نہیں۔ اور کسی نہ کسی وقت ہر انسان اس منزل سے ضرور گزرا ہوا ہوتا ہے اور اس منزل کے حصول کی ہمیشہ تمنا رکھتا ہے۔ تو دن میں پانچ دفعہ نماز بوریت کے لئے نہیں ہے بلکہ عشق کے مضمون کو کامل کرنے کے لئے ہے اور اگر انسان اسی مرکزی نکتہ پر غور کرے اور پھر بار بار اس کو محبت کے جذبے سے بیان کرے تو جتنی دفعہ وہ غور کرے گا اور بیان کرے گا اتنی ہی زیادہ اس کو لذت محسوس ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ اپنے آپ کو خدا کے قریب سمجھے گا اور اتنا ہی زیادہ اس کے نفس لوامہ میں طاقت آئے گی۔ جب انسان یہ کہتا ہے کہ میں تیرا ہوں اور کسی کا نہیں ہوں اور کسی اور کے در پر میں نے نہیں جانا تو اس کے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں یعنی ہر قسم کے گناہوں کے محرکات ختم ہو جاتے ہیں۔ اس عشق کے مضمون میں تو دیوانگی ہے جیسے مجنون لیلیٰ کا ہو گیا تو وہ ویرانے جہاں لیلیٰ ہوتی تھی اس کو آبادیوں سے زیادہ پیارے لگتے تھے اور وہ آبادیاں جہاں لیلیٰ نہیں ہوتی تھی وہ اس کو ویرانے نظر آتی تھیں۔ **تیرا ہی ہو گیا کا یہ معنی ہے کہ اب تو ہے تو میری زندگی میں لذتیں ہیں تو نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے، جہاں جہاں تو مجھے نظر آئے گا وہاں وہاں میں جاؤں گا جس جس جگہ تو دکھائی دے گا اس اس جگہ سے میں پیار کروں گا، وہیں لذتیں تلاش کروں گا، میں کسی اور کی طرف نہیں جھکوں گا اور کسی اور سے طلب نہیں کروں گا۔ جو کچھ مانگوں تجھ سے ہی مانگوں گا۔**

اب الٰہ کے مضمون پر آپ غور کریں تو سارا مضمون ان دو باتوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ **لاالٰہ الااللہ** اس کا یہی معنی ہے کہ محبت اور پیار کے ہر درجہ کے لئے میں نے تجھے اپنا بنا لیا اور مدد طلب کرنے کے ہر درجہ کے لئے میں نے تیری طرف رجوع کیا ہے اور میں کسی اور کی طرف نہیں دیکھوں گا۔ اسی لئے عبادت اللہ تعالیٰ کے حسن کے نتیجہ میں اس کی عظمت کی وجہ سے اس کے سامنے جھک کر اپنے آپ کو اس کے سپرد کر کے کی جاتی ہے یا پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان دنیا میں حرص و ہوا کی وجہ سے کسی چیز کی طلب کی خاطر کسی دوسرے انسان کے سامنے جھکتا ہے۔ تو **ایاک نعبد و ایاک نستعین** کا جو مضمون ہے یہ عشق کا مضمون ہے اور اگر اسے عشقیہ رنگ میں، والہانہ انداز میں بیان کیا جائے، خدا کے حضور عرض کیا جائے، تو پانچ دفعہ کیا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر آپ ہر سانس میں **ایاک نعبد و ایاک نستعین** کہیں تو ہر سانس میں ہی آپ کے عشق کو ایک نئی جلا ملے گی، ایک نئی زندگی ملے گی اور آپ کی لذت ان لفظوں میں بڑھتی چلی جائے گی نہ کہ کم ہوگی یہ ایک ایسا انسانی تجربہ ہے کہ جس کی رو سے دنیا کی ہر قوم کا ہر فرد یہ سمجھ سکتا ہے کہ بعض الفاظ ایسے ہیں جو تکرار کے نتیجہ میں زیادہ لذت پیدا کرتے ہیں ایک انگریز شاعر غالباً Dryden اپنے محبوب کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

For God`s sake shut your mouth and let me love.

اوہ! خدا کے واسطے اپنی باتیں بس کرو مجھے محبت کرنے دو۔ مطلب یہ ہے کہ محبت کے بعض مقامات ایسے ہوتے ہیں جبکہ سوائے اس بات کے کہ میں تیرا ہوں اور کوئی بات اچھی نہیں لگتی۔ ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی ہوں ساتھ کے ساتھ محبت بھی ہو رہی ہو ان دونوں کا جوڑ نہیں ہے۔ **ایاک نعبد** وہ مقام ہے جہاں بجز خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عبادت کے باقی باتیں غائب ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نماز میں بار بار ایسے مقامات لاتا ہے۔ جہاں محبت کا مضمون ایک دم ابھر جاتا ہے۔ اگر کسی انسان کی توجہ کسی اور طرف ہٹ رہی ہو جب وہ ان الفاظ پر پہنچتا ہے تو اس کی توجہ یک دم خدا کی محبت کی طرف پھر جاتی ہے مثال کے طور پر آپ رکوع کی

حالت میں سبحان ربی العظیم کہتے ہیں۔اس بات پرغور کریں کہ اس محل پر ربی کہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔چنانچہ ہم ربی ہی کہتے ہیں۔ربنا نہیں کہتے۔مراد یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ میرا رب عظیم ہے۔ایاک نعبد میں ''ہم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔لیکن ہم سبحان ربی العظیم کہتے وقت اس کو واحد میں منتقل کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا رب سب سے بڑا ہے یعنی ایاک نعبدو ایاک نستعین کے اقرار کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد ہم اس رب عظیم کو اپنا لیتے ہیں اور ہر ایک ہم میں سے اپنی انفرادی حیثیت میں کہتا ہے کہ اب تو میرا ہو چکا ہے تو گویا باقیوں کو بھی درمیان سے ہٹا کر بار بار بہ تکرار یہی کہتے ہیں کہ میرا رب سب سے بڑا ہے۔اس میں اگر آپ لفظ ''میرے'' پرغور کریں تو اس میں محبت کا مضمون پیدا ہو جاتا ہے۔چنانچہ قرآن کریم اس طرز تکلم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرنے میں بھی بار بار استعمال فرماتا ہے کہیں ارشاد ہوتا ہے تیرا رب کہتا ہے کئی موقعوں پر آتا ہے کہ کیا تیرا رب ایسا نہیں وغیرہ وغیرہ وہاں بھی اسی محبت اور پیار کا اظہار ہے۔اور پھر جب نماز کے دوران آپ سجدے میں جھکتے ہیں حضرت مسیح موعود کے ارشاد کے مطابق میں یہ تفصیل بیان کر رہا ہوں تو وہ ایک سپردگی کا عالم ہوتا ہے، وہ ایک اظہار ہے اس بات کا کہ میں تیرے حضور عاجزی سے گر رہا ہوں اور سجدہ کی حالت میں جو کلمات دہرائے جاتے ہیں وہ بھی محبت کے کلمات ہیں۔سجدہ کی حالت میں محبت اپنی انتہا کو پہنچتی ہوئی نظر آتی ہے۔وہاں پہنچ کر انسان یہ کہتا ہے **سبحان ربی الاعلی میرا رب تو سب سے اعلیٰ ہے میرا رب تو سب سے اعلیٰ ہے سو گویا خدا کو اس کے علو اور عظمت سمیت اپنا لیا اور اپنا بنا لیا۔اس حالت میں اگر آپ جذب محبت کے زیر اثر یہ تکرار یہ کہیں کہ میرا رب سب سے اعلیٰ ہے تو اس میں بوریت کا تو کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔کسی حالت میں بھی انسان اس تکرار سے اکتا نہیں سکتا۔جب کہتے ہیں کہ اللہ میرا ہے اور عظیم رب میرا ہے تو ہزار ہا لکھو کھہا اور کروڑ دفعہ بھی آپ کہتے جائیں آپ کا ذوق وشوق بڑھتا ہی جائے گا رب کی طرف منسوب ہونے میں ایک ایسی لذت ہے جو تکرار کے ساتھ ختم نہیں ہوا کرتی بلکہ اگر آپ غور سے تکرار کریں گے، ڈوب کر تکرار کریں گے تو یہ محبت اور زیادہ بڑھے گی۔**

بہرحال یہ مضمون کہ نماز کو سوچ سمجھ کر اس حالت میں پڑھنا کہ اس میں لذت پیدا ہونی شروع ہو جائے بہت وسیع ہے۔لیکن چونکہ اب وقت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے اس خطبے کو میں یہیں ختم کرتا ہوں۔آئندہ پھر کبھی توفیق ملے گی تو چند اور باتیں بھی بیان کروں گا۔لیکن ضروری نہیں ہے کہ یہ باتیں میں آپ کے سامنے بیان کروں۔حضرت مسیح موعود تفصیل سے اس مضمون پر روشنی ڈال چکے ہیں اور ایسے ایسے عظیم الشان تجارب سے آپ گزرے ہوئے ہیں اور بعض دوسروں کے حال پر بڑی بصیرت کی نظر ڈال کر ان کا آپ نے مطالعہ کیا ہوا ہے اس لئے آپ کو چاہئے کہ نماز کے مضمون کو سمجھنے کے لئے اور اپنی نمازوں کو خدا کے پیار اور حمد وثنا سے بھرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کے متعلقہ فرمودات اور تحریرات کا مطالعہ کریں اس مطالعہ میں آپ کو محنت کرنی پڑے گی کیونکہ جیسا کہ میں نے چند مثالیں آپ کے سامنے رکھی ہیں۔حضرت مسیح موعود کے بعض کلمات آپ کو سرسری نظر سے سمجھ ہی نہیں آسکیں گے۔یعنی بظاہر ایک مطلب سمجھ آئے گا لیکن آپ اس سے بے خبر ہوں گے کہ اس سے بہت زیادہ گہرا مضمون ہے جتنا آپ سمجھے ہیں۔اس لئے آپ کو یہ کلمات بار بار پڑھنے ہوں گے۔اس لئے حضرت مسیح موعود کے ارشادات کو غور سے پڑھیں اور ان کی روشنی میں رفتہ رفتہ اپنی نمازوں کو سجائیں اور درست کریں۔

رفتہ رفتہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ جب آپ پڑھیں گے تو جیسا کہ مجھے یاد ہے بچپن میں جب میں یہ تحریریں پڑھتا تھا تو بعض دفعہ اتنا خوف طاری ہو جاتا تھا کہ یوں لگتا تھا کہ میں تو اس قابل ہی نہیں کہ نماز کبھی پڑھ سکوں گا۔ایک عارف باللہ کا نماز کا تجربہ ہو اور وہ اسی مضمون کو بڑی لذت کے ساتھ بیان کر رہا ہو تو ایک کمزور آدمی بعض دفعہ بے حوصلہ ہو جاتا ہے آدمی سمجھتا ہے کہ یہ تو اتنی بلند چیزیں ہیں کہ ہم بے چارے کہاں انہیں پا سکتے ہیں، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے جب آہستہ آہستہ ایک کام کو کرتے ہیں تو ہو جایا کرتا ہے۔اگر کوئی بلند چوٹی سر کرنی ہو تو شروع میں بلندی کو دیکھ کر انسان کے دل پر دہشت طاری ہو جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ میں اس چوٹی تک پہنچ سکوں گا۔لیکن قدم تو اٹھائیں اور آہستہ آہستہ طاقت کے مطابق حسب توفیق اس کی طرف بڑھنا شروع کریں۔جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **خدا کی طرف بڑھنے کا سفر تو زندگی بھر کا سفر ہے۔یہ اسی طرح طے ہوگا کہ کچھ تھوڑا سا سفر صبح طے کیا اور پھر دوپہر کو کچھ آرام کر لیا شام کو پھر تھوڑا سا سفر طے کر کے رات کو آرام کر لیا اس طرح کچھ نہ کچھ آگے بڑھتے رہو گے** بہرحال جب آپ اس طریق پر حضرت مسیح موعود کے فرمودات کی روشنی میں اپنی نمازوں کو سنوارنا شروع کریں تو یہ سمجھ کر کریں کہ یہ زندگی بھر کا کام ہے جیسے انگریزی میں Life Time Job کہتے ہیں اور جب آپ نمازوں کو سنوار رہے ہوں گے ان کی اصلاح کر رہے ہوں گے، ان میں نئی تزئین کا اہتمام کر رہے ہوں گے تو آپ کا وہی حال ہو جائے گا۔

آرائش جمال سے فارغ نہیں ہنوز
پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں

یعنی میں تو اپنے حسن کی آرائش سے فارغ ہی نہیں ہو رہا بلکہ ہو ہی نہیں سکتا۔اسی لئے نقاب کے اندر ایک آئینہ ہے جو ہمیشہ میرے پیش نظر ہے غالب نے دنیا کے محبوب کے متعلق یہ کہا ہے اس پر تو یہ مضمون صادق نہیں آسکتا کیونکہ نقاب کے اندر آئینہ ہمیشہ رہ ہی نہیں سکتا۔نقاب کے اندر جو تزئین کرتا ہے، آرائش کرتا ہے وہ تو نقاب اٹھا کر دکھانے کی خاطر کیا کرتا ہے۔لیکن ایک مومن کے اوپر یہ شعر ضرور صادق آجاتا ہے کیونکہ مومن اپنی تزئین نقاب کے اندر رہ کر کرنا چاہتا ہے نماز کا اخفا سے ایک گہرا تعلق ہے تبھی قرآن کریم دکھاوے کی نمازوں کو رد کرتا ہے اور ان پر لعنت ڈالتا ہے اس لحاظ سے نماز کے مضمون پر تو یہ شعر بہت ہی عمدگی سے صادق آتا ہے۔ایک مومن جب اپنی نمازوں کی آرائش میں مصروف ہوتا ہے تو وہ دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل رہ کر بڑی رازداری سے نمازوں کو سنوار سنوار کر ادا کر رہا ہوتا ہے۔گویا کہ لوگوں کی نظروں سے مخفی دائم ایک آئینہ ہے جس میں وہ منہ دیکھتا چلا جا رہا ہے۔اور اپنے چہرے کو زیادہ حسین بناتا چلا جا رہا ہے۔خدا کرے کہ جماعت احمدیہ کو اس قسم کی نمازوں کو قائم کرنے کی توفیق ملے بڑی کثرت کے ساتھ صاحب لقاء ہم میں پیدا ہو جائیں جو خدا کی طرف بڑھنے لگیں اور خدا کو دیکھنے لگیں اور اس کا لطف محسوس کرنے لگیں۔اس کے حسن کی لذت میں زیادہ جذب ہونے لگیں۔یہاں تک کہ وہ مقام آجائے کہ خدا ان سے بولنے لگے ہمیں صرف سننے والا خدا نہ ملے بلکہ بولنے والا خدا میسر آئے۔

(الفضل کی بندش کے دوران حضور کا یہ خطبہ ماہنامہ خالد ربوہ کے ضمیمہ اکتوبر 1986ء میں شائع ہوا۔روزنامہ الفضل میں یہ خطبہ پہلی دفعہ شائع ہو رہا ہے)

☆ عبادت کے اعلیٰ معیار کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔
(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع)

ٹنی بر مدر ٹنکچر (سپیشل)

معدہ و پیٹ کی تکالیف

تیزابیت، جلن، درد، السر، بدہضمی، گیس، قبض اور بھوک و خون کی کمی کے لئے اللہ کے فضل سے ایک مکمل دوا ہے۔

پیکنگ 20ML	ٹنی بر مدر ٹنکچر (سپیشل)	ٹنی بر Q
رعایتی قیمت	100/-	50/-

نوٹ۔اصل ''ٹنی بر'' خریدتے وقت شیشی اور ڈھکن پر GHP اور لیبل پر جرمن ہومیو فارمیسی (رجسٹرڈ) ربوہ کا نام دیکھ کر خریدیں۔شکریہ

عزیز ہومیو پیتھک گولبازار ربوہ فون 212399

Jasmine Guest Houses Islamabad
Major (R) Muhammad Yusuf Khan
Chief Executive
Jasmine INN, 20-A,G-8 markaz
Tel# 2252002-2252167 Fax# 2821295
Jasmine LODGE,#6,St#54,F-7/4
Tel#2821971-2821997 Fax#2821295
Jasmine LODGE 2,#29,St26,F-6/2
Tel#2824064-2824065 Fax#2824062
E-mail:Jasminelodges@hotmail.com

خبریں

ربوہ میں طلوع وغروب

منگل	26۔اگست	زوال آفتاب	12-10
منگل	26۔اگست	غروب آفتاب	6-43
بدھ	27۔اگست	طلوع فجر	4-13
بدھ	27۔اگست	طلوع آفتاب	5-38

☆ پاکستان نے ایک بار پھر بھارت کو سمجھوتہ ایکسپریس چلانے کی پیشکش کر دی ہے۔ بھارت ابھی مال سروس شروع کرنا چاہتا جبکہ پاکستان مسافر ٹرین چلانے پر زور دے رہا ہے۔

☆ پنجاب میں آج سے سرکاری تعلیمی ادارے موسم گرما کی تعطیلات کے بعد کھل رہے ہیں۔

☆ آئل ٹینکرز کی ہڑتال چھٹے روز میں داخل ہو گئی ہے ملک میں تیل کی سپلائی معطل ہے اور 37 مراکز پر کام بند ہو گیا ہے۔

☆ کیبل آپریٹرز پاکستان نے ملک میں جزوی ہڑتال کر دی ہے۔ حکومت کا کہنا ہے کہ بھارتی چینلو کی اجازت نہیں دے گے۔

☆ نوابزادہ نصر اللہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف سے ملنے کے لئے تین ہفتہ کے دورہ پر مشرق وسطی اور یورپ جا رہے ہیں۔

☆ 25/اگست سے ریلوے کرایوں میں 10 فیصد اضافہ نافذ العمل ہو گیا ہے۔ جبکہ مال گاڑی کے کرایوں میں 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔

☆ ہالینڈ نے آسٹریلیا کو ہرا کر 25ویں ہاکی چیمپئنز ٹرافی جیت لی۔ پاکستان نے بھارت کو 3-4 سے ہرا کر تیسری پوزیشن حاصل کی۔

☆ پاکستان نے بنگلہ دیش کو پہلے ٹیسٹ میں سات وکٹ سے ہرا دیا۔

☆ پاکستان کے کھلاڑی یاسر حمید ٹیسٹ کرکٹ کی تاریخ میں پہلے ہی میچ میں دو سنچریاں بنانے والے دنیا کے دوسرے کھلاڑی بن گئے ہیں قبل ازیں یہ اعزاز ویسٹ انڈیز کے کھلاڑی لارنس کے پاس تھا۔

☆ برطانوی اخبار گارڈین نے کہا ہے کہ اسامہ بن لادن زندہ ہے اور پاکستان کے قبائلی پہاڑی علاقوں میں موجود ہے اور اس کے اردگرد سیکیورٹی کا حصار قائم ہے۔

☆ پنجاب یونیورسٹی بی اے بی ایس سی کے رزلٹ کا اعلان 27/اگست کو صبح دس بجے کرے گی۔ نتائج سنٹرز کو بھجوا دیئے جائیں گے۔

☆ افغانستان 3 4 6 قیدی پاکستان کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا ہے۔

☆ نیپال میں پاکستانی سفارت کار کو ملک چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

✿ مکرم چوہدری عبدالقیوم صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ سرائے عالمگیر بقضائے الٰہی مورخہ 21/اگست 2003ء کو بعمر 82 سال اسلام آباد میں وفات پا گئے۔ جہاں 5 بجے بعد دوپہر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد میت سرائے عالمگیر لائی گئی۔ اگلے روز مورخہ 22/اگست بروز جمعہ صبح 10 بجے سرائے عالمگیر میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید نے نماز جنازہ پڑھائی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم مرزا نصیر احمد طارق صاحب امیر ضلع جہلم نے دعا کروائی۔ مرحوم بہت نیک اور دعا گو بزرگ تھے آپ مکرم چوہدری دیوان علی صاحب قدیمی احمدی سرائے عالمگیر کے بیٹے اور حضرت صوفی غلام محمد صاحب مرحوم سابق ناظر اعلیٰ ثانی کے داماد تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ تین بیٹے سپین میں ہیں ان میں سے ایک چوہدری عبدالکریم طاہر صاحب امیر جماعت احمدیہ سپین ہیں۔ پاکستان میں سب سے چھوٹے بیٹے ڈاکٹر عبدالغفار چوہدری میڈیکل پریکٹیشنر فیصل آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل اور ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

✿ مکرم محمد صادق آفتاب صاحب معلم وقف جدید چڑ ناڑی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر لکھتے ہیں کہ مورخہ 9/اگست 2003ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ چڑ ناڑی کے پرانے خادم سلسلہ بزرگ مکرم مولوی نور محمد صاحب بعمر 105 سال وفات پا گئے۔ اگلے روز خاکسار نے ہی نماز جنازہ پڑھائی بعدہ قبر تیار ہونے پر دعا بھی کروائی مکرم مولوی نور محمد صاحب خلافت ثانیہ کے ابتدائی دور میں احمدی ہوئے انتہائی مخلص، عبادت گزار خلافت کے ساتھ کامل وابستگی اور دعوت الی اللہ کرنے والے بزرگ تھے۔ پانچوں وقت مقامی بیت النور میں جب تک چلنے پھرنے کے قابل رہے باقاعدگی کے ساتھ نداء بلند کرتے رہے جوانی سے لے کر تادم واپسی نماز تہجد ادا کرتے رہے۔ جماعت احمدیہ چڑ ناڑی کے صدر اور زعیم انصار اللہ کے طور پر بھی جماعتی خدمات کا موقع ملا۔ پسماندگان میں ان کی اولاد صرف ایک بیٹا محمد اسماعیل صاحب سابق خادم بیت النور راولپنڈی مری روڈ حال زعیم انصار اللہ چڑ ناڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔

نیلامی ملبہ

✿ فضل عمر ہسپتال کی عمارت سرجیکل وارڈ۔ پرائیویٹ کمرہ جات، سی سی یو وارڈ کا ملبہ بذریعہ نیلامی مورخہ 8 ستمبر 2003ء صبح نو بجے فروخت کیا جائے گا۔ رقم نقد وصول کی جائے گی۔ دیگر شرائط دفتر نظامت جائیداد سے ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ)

درخواستِ دعا

✿ مکرم محمد افضل بٹ صاحب کارکن صدر انجمن حال مقیم امریکہ کی اہلیہ صاحبہ برین ٹیومر کی وجہ سے بیمار ہیں اور علاج کے سلسلہ میں امریکہ میں زیر علاج ہیں۔ اس وقت Radiation ہو رہی ہے۔ پہلے سے کافی افاقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر شفاء عطا فرمائے۔

چوہدری اکبر علی موبائل: 0300-9488447
پروپرائیٹر
عمر اسٹیٹ ایجنسی
جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
9۔ہنزہ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 5418406-7448406

نسیم جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
23۔ قیراط اور 22 قیراط جیولری سپلائرز
فون دکان: 212837 رہائش: 214321
پروپرائٹرز: میاں نسیم احمد طاہر، میاں وسیم احمد ایم بی اے

لقمان آٹو ورکشاپ فون نمبر 0333-4232956
ہر قسم کی گاڑیوں کا ڈینٹنگ پینٹنگ مکینیکل کام
424 پاک بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

البشیرز۔ اب اور بھی سٹائلش ڈیزائننگ کے ساتھ
پیج جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز
چوکی شوروم فون 04942-423173 ربوہ 04524-214510

گوندل ٹیکسی اینڈ ویگن مرکز
نئی کاریں۔ لوڈ گاڑیاں اور ویگن ہائی ایس کرایہ پر حاصل کریں
گولبازار ربوہ۔ فون نمبر 212758

AL-FAZAL JEWELLERS
YADGAR CHOWK RABWAH
PH:04524-213649

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی۔ محمد اشرف بلال
زیر نگرانی۔ پروفیسر ڈاکٹر سجاد حسن خان
اوقات کار۔ صبح 9:00 بجے تا شام 5:00 بجے
وقفہ 1 بجے تا 2 بجے دوپہر۔ ناغہ بروز اتوار
86۔ علامہ اقبال روڈ۔ گڑھی شاہو۔ لاہور

خان نیم پلیٹس
سکرین پرنٹنگ، شیلڈز، گرافک ڈیزائننگ
ویکیوم فارمنگ، بلسٹر پیکجنگ، فوٹو ID کارڈز
ٹاؤن شپ لاہور فون: 5150862-5123862
ای میل: knp_pk@yahoo.com

برص پھلبہری چنبل وغیرہ وجلدی امراض

LEUCODERMA COURSE	250/-	برص پھلبہری، چہرے یا جسم پر سرخ یا سفید داغ
PSORIASIS CURE	30/-	چنبل، داد، جلدی بیماری سوریاسس کے لئے
RING WORMS CURE	30/-	دھدریاں، گول دائرے میں جلدی ابھار
URTICARIA CURE	30/-	چھپاکی، جسم پر سرخ رنگ کے ابھار اور کھجلی
WARTS CURE	30/-	جسم پر مسے، موہکے، جلد پر بغیر درد کے ابھار اگ آنا
ANTI SEPTIC DROPS	45/-	ہر قسم کی خرابی خون، بگڑے ہوئے زخم اور پھوڑے پھنسیوں کیلئے مصفی خون ڈراپس

کیوریٹویل پوائنٹ سے ادویات کی خریداری پر 10% رعائیت، لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن کمپنی انٹرنیشنل گولبازار ربوہ۔
فون کلینک 214606
ہیڈ آفس: 213156